Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صفحہ ۱۶۴ سے آخر تک لائق ملاحظہ گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ششم — جلد چہارم

بابت رجب ۹۸ھ مطابق جون ۸۱ء

ضمیمہ متضمن مسائل معہ محدثین اہل السنۃ

جو پیشتر شایع ہو چکا ہی

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ و ضمیمہ

درجات	مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ بابت رسالہ	قیمت سالیانہ بابت ضمیمہ
درجہ	مرتبہ			
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عمائد اخنیا و لائبریری و سوسائٹیہا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عہ ۸ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور رسالانہ پیشگی داخل کرین	سے	۱۲ر
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین۔	ثواب آخرت	دعائے خیر

یہہ ضمیمہ رسالہ سی علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہی کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سی مطلب براری ناظرین ممکن نہین ہے اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے۔

جنکو نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف اسکا ضمیمہ واپس کرین۔

خط و کتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سی ہونا ضرور ہی اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہی ٭

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

معذرت

جون سے اِس مہینے اکتوبر تک رسالہ اشاعۃ السنہ کے نہ نکلنے کا سبب میری وہ بیماری ہوئی ہے جس سے میرے ضمیمہ نمبر ۱۲ کے خاتمہ مین اطلاع دی تھی - اور نہ لاہور مین عام وبا کا منتشر ہونا اور اُسمین میرے جملہ اہل وعیال اور ملازمون اور متعلقون کا مُبتلا ہونا اور سب کاروبار کا بند رہنا اور کارندون کا مُعطّل ہوجانا اسکا سبب ہوا تھا - ہمیشہ اور ہمارے رسالہ پر کیا حصر ہے لاہور کے اکثر کارخانون کا یہی حال رہا ہے - جو لوگ اخبارون کا انتظار کرتے ہیں وہ میرے اِس بیان پر خوب یقین کرینگے - اور جن کو آڑتی پڑتی ملکی خبرین پہنچتی رہتی ہیں وہ بھی اسکی صحت میں شک نہ لائین گے - ومع ذٰلک مین بڑے ادب کے ساتھ اپنے رسالہ کے ناظرین وخریدارون کی خدمتمین معذرت کرتا ہون اور اِس توقف کی معافی چاہتا ہون - آیندہ خُدا نے چاہا اور توفیق واعانت کو شامل حال رکھا تو اِس نقصان کا جبر ہوجائیگا پہلے سہی نمبرون کو پورا کردیا جاویگا +

شکریہ والتماس

جن حضرات ومُعانین نے میری التماس مندرجہ اپریل ۱۸۸۱ء کیطرف توجہ فرماکر زرِ اعانت ارسال فرمایا ہے اور اِس حالت فترۃ مین اُسکی معاونت کا خیال رکھا مین اُنکا دل سے شُکر گذار ہون اور بذکر مواضع اقامت اُن حضرات کے انکا شکریہ ادا کرتا ہون وہ مواضع یہ ہین -

بسروپ - پیرکوٹ - پٹیالہ - پٹیالہ - جالندہر تحصیل - دہلی - دیرہ دون - دیرہ اسمٰعیلخان راولپنڈی - سیکا کل ضلع گنجام - عظیم آباد پٹنہ علی پور لودہیانہ مظفرگڈہ - ہوشیارپور - ماسوکی اور جن بے پرواہون نے اِس التماس کیطرف خیال نہین کیا نہ انکو رسالہ کی حالت قفرہ پر رحم آیا نہ اُن کے خیال میں یہہ سمایا کہ چار پانچ مہینہ سے رسالہ بند ہے پس جو لوگ (ہمارا طریق

متواتر رسالہ پہنچنے پر قیمت نہ بھیجتے تہے وہ اب رسالہ نہ پہنچنے پر کب بہیجتے ہونگے اور مصارف کارخانہ کیونکر چلتے ہون گے - کیا اونہون نے رسالہ کو مسدود و موقوف ہوا سمجہہ لیا تہا؟ اور زر باقیات کو غنیمت جان لیا تہا؟ اب وہ حضرات ترحم فرمادین - ہم اُن سے پیشگی نہین مانگتے وہ جون سنہ ۸۱ء تک بیباقی کردین - آیندہ اس پرچہ سے سیری حاصل ہوگئی ہے تو پرچہ نہ لینے کا انکو اختیار حاصل ہے - پچہلے معاملہ کا تصفیہ تو انکو بہرحال بحکم شریعت و عرف واجبات سے ہے - اِن حضرات کے مواضع سکونت کا ذکر ضروری نہین ہے ہر شخص اپنا حال اپنے صفحہ دل سے دیکھ سکتا ہے اور اگر انکا دل اُنکے خیال کا مظہر نہو تو وہی فہرست رسالہ ماہ اپریل باستثناء مواضع مذکورہ بالا اُنکی فہرست ہی +

مراسلہ

محبی مکرمی مولوی شمس الدین احمد صاحب سابق دیوان ریاست ٹونک حال ملازم ریاست جیپور سلمہ اللہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بجواب نیاز نامہ ۲۵ دسمبر سنہ ۷۹ء اپنے عنایت نامہ ۲۸ دسمبر سنہ ۷۹ء مین وعدہ کیا تہا کہ بیس قیمت سات نمبر اشاعت السنہ بذریعہ شیخ محی الدین صاحب کتب فروش لاہور ارسال کرینگے اس مقدار قلیل کی ہنڈوی دشوار ہے مگر اس وعدہ کا آج کی تاریخ تک (کہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۸۱) ہے ایفا نہوا - باوجودیکہ پرچہ اشاعت السنہ آج تک برابر باریاب خدمت ہوکر شرف اجابت پاتا رہا - اس اثنا مین کئی خطوط بنام نامی ارسال ہوئے اُن خطوط کا جواب بھی نہین ملا - معلوم نہین وہ خطوط جناب کو نہین پہنچے یا کسی اور عذر کے سبب جواب سے تقاعد ہوا - پس بخیال احتمال اول رقیمہ ہذا بذریعہ رسالہ عرض خدمت ہوا ہے کیونکہ رسالہ تو یقیناً خدمت مین پہنچتا اور ملاحظہ مین آتا ہے - اسلئے کہ جس روز سے رسالہ خدمت مین پہنچنے لگا ہے کبہی کوئی نمبر (رفیوزڈ یا انکلیمڈ ہوکر) واپس نہین آیا لہذا امید ہے کہ آپ بملاحظہ رقیمہ ہذا ۱۴ عہ جو اخیر جون سنہ ۸۱ء تک بتفصیل معروض ذیل آپکے ذمہ واجب الادا ہین ارسال فرمادینگے اور دوبارہ اندراج اس رقعہ کی اس رسالہ یا کسی اور اخبار مین حاجت باقی

نرہنے دینگے - اور اگر اس رقیمہ پر بھی آپکی توجہ نہوی تو ناچار یہہ رقعہ نامی و مشہور اخبارون مین درج کرایا جائیگا - اور عامہ اہل اخبار کو جو اکثر وصولی قیمت کے شاکی رہتے ہین وصول زر کا ڈہنگ بتایا جائیگا - والسلام مع الاکرام ؛

تفصیل

بابت جون لغایت دسمبر ۷۹ء سالتمام ۸۰ء جنوری لغایت جون ۸۱ء ضمیمجات ششماہی ۸۱ء

نمقہ ابو سعید محمد حسین - لاہور محلہ سید مٹہہ -

نوٹس

یہی معاملہ جواب خطوط نہ دینے کا اور قیمت ادا نکرنیکا بعضے اور صاحبون سی بھی سرزد ہو رہا ہے اُنکے ساتہہ بھی بالآخر یہی معاملہ ہوگا مناسب ہی کہ اس سے پہلے وہ اپنا تصفیہ کرلین - ورنہ ہمارے اس طریق مراسلہ و مطالبہ زر کو شکایت نہ سمجہین -

جواب شکایت دوستے

ایک معزز دوست نے مقام ملتانی ضلع بیتول سے اشتہار کتاب مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین کی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۴ کی ساتہہ شائع ہونے پر یہہ شکایت تحریر کی ہے کہ اُنہون نے کتاب کو ملاحظہ کیا تو مضمون اشتہار کو مطالب کتاب سے مطابق نہ پایا - لہذا ایسے اشتہار کا ایسے مستند رسالہ اشاعت السنہ مین درج ہونا مناسب نتھا مین اس دلی دوست کی اس شکایت کی قدر کرتا ہون اور اسکو قدردانی اشاعت السنہ کی دلیل سمجہتا ہون - مگر مین اشاعت السنہ کو اس شکایت کا مورد نہین سمجہتا - نہ وہ اشتہار اشاعت السنہ مین درج ہوا نہ اسپر اڈیٹر اشاعت السنہ نے کچہہ اپنی طرف سے لکہا - وہ اشتہار بفرمایش مولف علیحدہ چہپا - اشاعت السنہ کے ساتہہ صرف تقسیم ہوا اور شیوع پایا ہی اور یہہ عام قاعدہ ہے کہ بڑے بڑے مشہور و معتبر اخبار و رسایل مین بہت سی تجارتی چیزون کے اشتہارات درج ہوتے ہین پہر وہ اڈیٹر کیطرف سی نہین سمجہے جاتے ہین اور نہ اڈیٹر اُنکے ذمہ وار ہوتے ہین -

ہمنے تو اس اشتہار کو درج رسالہ بھی نہیں کیا صرف رسالہ کے ساتھ شایع کیا ہے پھر ہمارا رسالہ اس شکایت کا محل کیونکر ہو سکتا ہے۔

اعلان

کتاب براہین احمدیہ کے چھپنے میں مہتمم مطبع کی بعض مجبوریوں کے سبب توقف ہو گیا ہے اب مہتمم مطبع نے بتاکید وعدہ دیا ہے کہ حصہ سیوم کو بہت جلد چھاپ کر تیار کرتا ہوں پس ناظرین و خریداران اصطبار فرماویں اور عفو کو کام میں لاویں۔

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان۔ ضلع گورداسپور

اشتہار

مولفین رسایل و کتب دینی وغیرہ علوم کو واضح ہو کہ ان دنوں ایک کتاب مسمی بام التواریخ تالیف جناب منشی حسین علی صاحب فرجت دہلوی (جو خاندان ابوالفضل و فیضی سے ہیں) لاہور میں چھپکر تیار ہوئی ہے۔ اس کتاب میں ایک سو دو ہزار اعداد تک کے جملے و تاریخی مادے اس کثرت سے موجود ہیں کہ بنظر اسکے اس کتاب کو تاریخی مادوں کا خزانہ کہا جا سکتا ہے۔ مولف عالی ہمت نے اس کتاب میں وہ کام کیا ہے جسکو لوگ بڑی مشکل سمجھتے اور اسمیں تاریخیں بنانیکے وقت ہاتف غیبی سے مدد لیتے۔ مولف نے عالم غیب کو شاہد بنا دیا اور اس مشکل کو آسان کر دیا۔ قیمت کتاب (عہ) محصول ڈاک (۴ر) جو صاحب طالب شایق ہوں وہ بارسال قیمت میاں نثار علی صاحب مشہور اوٹیر اخبار انجمن پنجاب لاہور یا الٰہی بخش کتب فروش لاہور یا زاکر کشمیری سے درخواست کریں *

اشتہار

جب یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ سید احمد خان صاحب نے صاف یہہ لکھدیا کہ نبوت خدا کی طرف سے مقرر نہیں ہوتی اور نہ خدا کی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے اور جو پیغام لانیوالا پیغمبر کو نظر آتا ہے وہ (نعوذ باللہ منہا) صرف اسی طرح کا خیال ہوتا ہے جیسے مجنونکو

بند ہجاتا ہے معجزات کا بالکل انکار کیا اور معجزات کی دلیل نبوت ہونیمین بہت سی گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ کیواسطے جو دریا کا پانی جدا ہو گیا تہا اُسکو مدّ و جزر بتایا۔ معجزہ سی انکار کیا۔ ملئکہ کے وجود سے بالکل انکار کیا اور یہہ بھی صاف کہدیا کہ قرآن سے جو حکم ثابت ہو یقین کرنیکے قابل نہین۔ احادیث صحیح کا انکار تو اپنے اوپر فرض سمجہلیا اور رسول اللہ کے قول کی ذرا بھی وقعت نہ سمجہی فرشتون کو یہہ کہا کہ وہ مسلمانون کے اعتقاد کے بموجب چیلون کیطرح منڈلاتے پہرتے ہین۔ حورون کو اِس ملک کی گھوسنون سے تشبیہ دی جنت و نار کی حقیقت جو قرآن سے ثابت ہوتی ہے اُسکو بیہودگی بتایا۔ چنانچہ سب تصریحات سیّد احمد خان صاحب کی تفسیر مین موجود ہین۔ اور یہ مضامین اُردو مین چہاپ کر شائع کرنے شروع کئے اور لوگون نے اُن مضامین کو نہایت عجیب سمجہکر بہت شوق سی دیکہنا شروع کیا اور اِس قسم کی کتابین گران قیمت ہاتہون ہاتہہ بکنی شروع ہوئین اور اُنکے دیکہنے سی عوام کے اعتقاد مین خرابی آنے لگی۔ اور خدانخواستہ مذہب اسلام مین فتنہ عظیم پیدا ہونیکا خوف ہوا پس ہمنے اللہ کی توفیق سے حسبتہً للہ اِس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے کمر ہمّت باندہی ہے اور نیچریون کی ردّ مین ماہوار ایک پرچہ بطور اخبار جاری کرنا تجویز کیا ہے جسکی قیمت سالانہ گورنمنٹ انگریزی و والیان ملک سی عہ رؤسا امرا سے عہ عام شایقین سے صہ مع محصولڈاک مقرر کی گئی ہے۔ یہہ پرچہ یکم ماہ شعبان سے جاری ہوا ہے برادران دینی سے توقع ہے کہ حمایت اسلام کو فرض سمجہکر اِس کار خیر مین ہماری مدد کرین تاکہ اُسکے مصارف کے مشکلات اُسکے اجرائے کے مانع نہون اور اُنکی مدد صرف اسقدر کافی ہے کہ ایک ایک پرچہ اپنے ملاحظہ کے واسطے منظور فرماوین ہر قسم کی تحریر پیڈ اور کواغذ زر رجسٹری شدہ بنام مالک مطبع آنا چاہیین جو حضرات مضامین سے امداد فرمائینگے ایک پرچہ مُفت پائینگے ✣

العبد محمد امجد علی مالک اخبار نیر اعظم مرادآباد

اڈیٹر کھتا ہے

اِس رسالہ کے دو نمبر بابت شعبان و رمضان ۱۳۰۸ھ میری نظر سے گزرے ہین (مؤلف رسالہ نے جزاہ اللہ خیرا) تحریر و بیان مین ایسا اختصار و ایجاز مدنظر رکھا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے و مع ذلک جس مضمون سے تعرض کیا ہے اُسمین الزام مخاطب کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے - اِس کمال معنوی پر اسکا حسن صوری اور بھی جلوہ دکھا رہا ہے اور حلیہ خط زیبا اور طبع مصفّا زیب و زینت دوبالا کر رہا ہے - تسعیر معاوضہ روئے نمائی قلیل ہے - شایقو دوڑو اور اِس یوسف کے خریدارون مین داخل ہو کہ باین الفاظ خدا کا شکر ادا کرو ؎ جاوی چند دادم جان خریدم - بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

رسالہ نیچر خوبی پر

ریویو

یہہ رسالہ میری ایک عزیز دوست ڈاکٹر خوب داد خان کی تالیف ہے اسمین مولف نے نیچر (یعنی مخلوقات) کے صنایع و بدایع کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے بے اختیار وجود خالق کا اقرار کرنا پڑتا ہے - اور اِس بیان سے امام غزالی کے اُس قول کو تصدیق کیا ہے جو اُنکے رسالہ منقذ من الضلال سے اشاعت السنہ نمبر ۵ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۶ مین منقول ہوا ہے کہ حکما طبعیین نے عالم طبعیت اور عجائبات حیوانات و نباتات مین (جو منجملہ نیچر ہین) بحث کی اور علم تشریح اعضا حیوانات کو ٹٹولا اور اسمین خدا کے عجائب صنائع کو دیکھا تو انکو ناچار خداوند عالم کے وجود کا قایل ہونا پڑا - اور اِس تشریح اور عجائبات منافع اعضا مین جو کوئی غور کریگا اُسکو ضرور علم بوجود خالق حاصل ہوگا -

مین اِس رسالہ کو بدل پسند کرتا ہون اور اہل شوق کو اُسکی خریداری کی رغبت دلاتا ہون اسکی قیمت معہ محصول ڈاک (۴ر) مقرر ہوئی ہے اور مواضع فروخت مقامات ذیل ہین -

(۱) دہلی بازار فتحپوری - دوکان شیخ نور الٰہی سوداگر ادویات انگریزی -

(۲) دہلی چتلی قبر - دوکان ڈاکٹر غفار داد خان -

(۳) رانی کہیت کمسریٹ - مقام سکونت مولف سلمہ اللہ -

مناظرات مذہبی

پر

مناسب رائے

لایق توجہ گورنمنٹ و اراکین ہر مذہب و ملت

[جو درحقیقت بحث و مناظرہ تقریری و تحریری کے لئے ایک دستور العمل و قانون امن ہے اور اس سے عموماً مباحثات تحریری و تقریری مختلف فرقہ ہا اہل اسلام - ہنود - نصاری وغیرہ مذاہب پر ہر منصف ذی رائے کو رائے لگانیکا موقع ملسکتا ہے کہ از انجملہ کونسا مباحثہ مبنی بر انصاف و مثمر خیر ہے اور کونسا مجادلہ مبنی بر اعتساف و منجر بفساد و شر ہے ؛]

مناظرہ اصطلاح علماء فن مین اس بحث و گفتگو کا نام ہے جو اظہار صواب و تحقیق حق کے نظر سے کیجاتی ہے اور یہہ مناظرہ حق و باطل و صواب و خطا مختلف اراء کے تحقیق و تمیز کے لئے عمدہ ذریعہ ہے - یہہ مناظرہ نہ ہوتا تو بہت سی باتون کے صواب و خطا کا انکشاف نہوتا - مگر افسوس ایک مدت دراز سے مختلف فرقہ ہا اہل اسلام وغیرہ اہل ملل و نحل سے وجود مناظرہ عنقا صفت ہوگیا ہے اور بجائے اسکے **مجادلہ** (جو بحث بغرض الزام مخاطب سے عبارت ہے یا **مکابرہ** (جو بلا کسی غرض و منفعت کے شور و شغب کرنیکا نام ہے) اکثر لوگون مین مروج و دستور العمل ہو رہا ہے ؎ پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز + بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست - پہر اس مجادلہ یا مکابرہ مین بھی تہذیب و انصاف سے کام نہین لیا جاتا - بلکہ بے تہذیبی و ناانصافی کو درجہ کمال پر پہنچایا جاتا ہے انکے **مناظرے** (جو درحقیقت مجادلے یا مکابرے ہین) **دو قسم** ہوتے ہین -

قسم اول مناظرات تقریری قسم دوم مناظرات تحریری -

قسم اول کا بعینہٖ وہی حال ہوتا ہے جو درندون (تعیین جنس ونام سے لحاظ آتا ہے) کی لڑائی میں دکھلائی دیتا ہے - جب دو درندے آپسمین مقابلہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے ایک دوسرے کو تیوڑی چڑہاکر تیز نگاہ سے دیکھتا ہے پھر تھوڑی تھوڑی گونجتی ہوئی آواز نتھنون سے نکلتی ہے - پھر تھوڑا سا جبڑا کہلتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے ہین - پھر حلق سے آواز آنے لگتی ہے - پھر دو باہمین چڑہ جاتی ہیں اور دانت باہر نکل آتے ہیں اور مونہہ سے جھاگ نکل پڑتی ہے اور سخت آواز کے ساتھہ ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ٹانگ اسکے مونہہ مین اور اسکا ہاتھہ اسکے جبڑے مین اس نے اسکو پہاڑا اور اس نے اسکو پچھاڑا آخر جو دونون مین سے کمزور ہوا دم دبا کر بھاگا -

یہی حال ان بے انصاف وغیر مہذب مجادلین کی مجالس مناظرہ مین ہوتا ہے پہلے ایک دوسرے کو آہستگی سے ایک ایسی الزامی بات جو اسکا دل دکھائے لکھتا ہے وہ اسکے جواب مین ویسی ہی الزامی بات اسکے ذمہ لگاتا ہے - پھر وہ جواب مین کہتا ہے تم جاہل ہو اس بات کو تم کیا جانو - وہ جواب دیتا ہے تم کافر ہو تم مسایل دین کو کیا سمجھو - پھر دونون فریق کی نگاہیں بدل جاتی ہین تیوڑیان چڑہ جاتی ہین باہمین چڑہ جاتی ہین دانت نکل پڑتے ہین مونہہ سے تہوک اڑنے اور جھاگ نکلنے لگتی ہے سانس چڑہ جاتا ہے چیخ وچلاہٹ شروع ہوجاتی ہے - آستینین چڑہاکر ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ڈاڑہی اسکے ہاتھہ مین اور اسکی گردن اسکی بغل مین - اسکا جوتا اسکے سر اور اسکا عمامہ اسکے مونہہ پر خوب سر پھٹول ہوتی ہے - آخر کمزور آدمی پٹ کر گرپڑے پہاڑ تلمر کے بال سنوارتا ہوا گھر کی راہ لیتا ہے - اور اگر اس مجلس مین کوئی عقلمند ہوا ہوا اور ثالثی کی نوبت نہ آئی تو گالی گلوچ تو ضرور ہی ہوتی ہے - پھر ایسے کی کسکر کچہری عدالت مین نکالی جاتی ہے اس نے اس پر توہین مذہب کی نالش کردی اس نے اس پر

از اہلیت عرفی کی عرضی دی - آخر فریقین مین سے کسی نہ کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا ہوتی ہے یا محلکہ وضمانت دیکر خلاصی ہوتی ہے اور اگر کسی دوراندیش کے کہنے سننے سے نالش رک گئی تو اسکی کسر تحریرات واخبارات کے ذریعہ نکالی جاتی ہے کوئی (جسکا فتوی چلتا ہے) تو اپنے مخالف کی نسبت گریز وفرار کا اشتہار دیکر یہہ فتوی لگاتا ہے کہ اسکا حقہ پانی بند کیا جاوے اور اُسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑہے اور اسکے ساتھ کہانے پینے ملنے جلنے کا برتاؤ ومعاملہ کوئی نہ رکھے جو ایسا کریگا وہ بھی دین سے خارج کیا جائیگا اور اُسکا حقہ پانی بند ہوگا - اور کوئی (جو مفتی قاضی نہین ہوتا) اخبارون واشتہارون کے ذریعہ سے اپنے مخالف کی گریز وفرار وکفر وارتداد کی تشہیر کرتا ہو اور اُسکی نسبت جو کہنا ہو سو کہتا ہے - الغرض ایک دوسرے کے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوتا -

اسکا سبب واصل اصول یہی ہے کہ پہلے ہی سے ہر ایک فریق کو اپنے مخالف کا ذلیل کرنا منظور ہوتا ہے - اور جلسہ مناظرہ اسی غرض وتقریب سے منعقد کیا جاتا ہے - حق کہنا یا حق سننا اپنی غلطی پوچھنا یا دوسرے کی غلطی بتانا کسی کو مدنظر نہین ہوتا پھر اس ذلیل کرنے مین کوتاہی کرنے مین خلاف مفروض لازم آتا ہے جسکا ارتکاب ایسے متہور پہلوانون سے کب ممکن ہے لہذا جسّے جسقدر بن آتی ہے تذلیل خصم مین کوشش کرتا ہے -

یہ باتین بینے فرضی واحتمالی نہین کہین بلکہ واقعی ویقینی بیان کی ہین جو اپنی آنکھون سے دیکھی یا کانون سے سنی ہین -

لاہور - امرتسر - بٹالہ - وزیرآباد - مانگٹی والہ بھیرہ خوشاب - لودہیانہ - دہلی - کوٹلی لوہاران - پیلی بھیت - آرہ - وغیرہ متعدد مقامات کی مناظرات مین ان باتون کا وقوع ہوا - کہین مار پیٹ ہوئی کہین فتوون کی تلوار چلی

تصدیق مؤلف

اسمقام تک میرے دیکھنے سننے کی بات ہے اور جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے صرف یہی نہین بلکہ اسکے بعد بھی جو کچھ ہوا اور ہوگا اخیر تک اسی سلسلہ کا ایک سلسلہ ہے اور اسی کا ایک حصہ ہوگا - دوسرے کاتب کو مضمون دیا وہ بھی یہی لکھ رہا ہوگا اخیر تک اسی سلسلہ کا ایک سلسلہ ہے اور اسی کا ایک حصہ ہوگا انشاء اللہ بعد ختم مناظرین ہوگا -

کہین عدالتون تک نوبت پہنچی کہین اخبارون واشتہارون مین خاک اوڑہی۔ اور سب وشتم وطعن وتوہین سے تو کوئی مجلس خالی نہین کرسکتا۔ میرے اس بیان مین کسیکو شک ہوگا تو مین بہ تفصیل حالات مناظرہ ہر ایک مقام کی اوسکی تسلی کردونگا۔

ان مناظرات کا یہ حال دیکہکر مینے سالہا سال سے انکی مجالس عامہ مین مناظرہ کرنے سے اعراض وانکار اختیار کر رکہا ہے اور جب کوئی بطریق مثل مشہور (تو مان نمان مین تیرا مہمان) خواہ مخواہ مدعی مناظرہ ہوتا ہے تو اوسکے سامنے ایسے شروط کو پیش کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اون شروط کی یمن وبرکت سے وہ ظاہری مناظرہ (جو حقیقت اور باطن مین جہاد مجادلہ ہوتا ہے) وقوع مین نہ آوے اور وہ شروط اس معدن شر وفساد کے روکنے کے لئے قل اعوذ برب الفلق الخ وقل اعوذ برب الناس الخ کا کام دین اور اگر وہ مناظرہ وقوع مین آبہی جاوے تو جس شر وفساد کا اس سے اندیشہ ہوتا ہے وہ واقع نہونے پاوے۔ مفسدین کی نیت فساد دل کی دل ہی مین رہجاوے۔ اون شروط کی پابندی اونکو کچہہ نکرنے دے۔ وہ شروط سحر یا اعجاز کا کام دین اور بقلب حقائق بطور خرق عادت انکی مجادلہ کو مناظرہ بنا دین۔

اون شروط کو مینے مختلف اوقات ومتعدد مواضع مین پیش کیا سنہ ۷۶ء مین بمقام وزیرآباد۔ ومئی وجون سنہ ۷۷ مین بمقام کاٹہ گڈہ (چنانچہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۶ مئی و ۲ جون سنہ ۷۷ مین مندرج ہے) اور اکتوبر سنہ ۷۷ مین بمقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (چنانچہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۷۷ مین مرقوم ہے) اور اپریل سنہ ۸۰ مین بجواب درخواست مناظرہ اہل دہلی۔ چنانچہ اشاعت السنہ نمبر ۴ جلد ۳ مین منقول ہے۔ آخری شروط جو اہل دہلی کے جواب مین پیش کی گئی تہین اونکی تفصیل معروض ذیل ہے

جنکے عرض و بیان سے غرض یہہ ہے کہ ناظرین اور وہ اراکین جنکو ہم اس مضمون کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اون شروط کو غور کی نگاہون سے دیکہین پہر اونکے واجبی یا ناواجبی ہونے کی نسبت منصفانہ رائے دین۔

وہ شروط یہ ہین

الف حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہین ہمکو پولیس کی مدد دیجاوے اور شور و فساد سے مجلس مین امن رہے جبتک یہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس مین مباحثہ نکیا جاویگا۔

ب اس مجلس عام کی حاضرین کی بہی فہرست لکہی جاوے تاکہ وہ لوگ جو ثقہ نہین نہ عزت کا خوف رکہتے ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتے اس جلسہ مین شامل نہونے پاوین۔

ج فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت کو سب اپنا سکوت والزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہ جاوے تو پہر دوسرے شخص کو اسی شرط سے پیش کرین۔

د کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل نہ دے نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً

ہ کوئی شخص مناظرین و حاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی و توہین نکرے نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے۔

و [illegible] چاہین [illegible] آوے پہر تقریر مین اور تر اختتام [illegible]

[illegible]

موقوف علیہ ہو تو اوسکو قبل از بحث طے کر لیا جاوے۔

ح مسایل مبحوثہ مقرر کئے جاوین۔ پھر قبل اختتام بحث اون مسائل کے فریقین دوسری طرف نہ جاوین۔

ط جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچے تو تحریرات طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوین۔ پھر بہ منصف صاحب بحث روئداد تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کے فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرلین۔

ی جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم و پنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو۔ اور یہ بات بطور اقرار نامہ فریقین سے لکھوائی جاوے۔

ان شروط نے اکثر مواضع مین تو مسودتین کا کام دیا اور اصل مناظرات معدن فسادات کو وقوع سے روکا۔ اور بعض جگہ مناظرہ وقوع مین آیا تو ان شروط کی برکت سے عین مجلس مناظرہ مین شر و فساد نہ ہونے پایا۔ اگرچہ بعد اختتام مناظرہ خصوصاً ناانصاف نے بذریعہ تحریرات و اشتہارات اپنی آخری کام کر لیا۔ اسلئے واقعات کو برخلاف واقع مشہور کرکے لوگون کو بہکایا اور پہلی حالت سے ہٹایا اسی نظر سے مین ایسے مناظرات کے ہونے کو ہونے پر (اگرچہ بپابندی شروط ہون) ترجیح دیتا ہون۔ اور جن مواقع پر عدم تسلیم شروط کے سبب مناظرہ موقوف رہا انکو اون مواقع سے جہان بپابندی شروط وقوع مین آیا بنظر مآل و انجام کار بہتر سمجھتا ہون اور اکثر جہان کہین سے مناظرہ کے لئے میری طلبی ہوتی ہے اعراض و انکار کر جاتا ہون۔

سرے بزعم خود دشمن و نادان دوست میرے اس اعراض و انکار کو گریز و فرار و پست ہمتی و بزدلی کہتے ہین مگر مین بخیال مآل و انجام کار اس

اعتراض و انکار کو بڑی خوشی و افتخار سے اپنا شعار سمجھتا ہون - اور ایک بار نہین ہزار بار کہتا ہون کہ مین ایسے مناظرون سے ہمیشہ کے لئے انکار ہی ہون - میرے اس انکار کو وہ لوگ دنیا مین پہیلاوین اور مجھے کہی کسی مناظرہ مین نہ بلاوین - ہان ایسے مناظرات سے مجھے انکار نہین ہے جو درحقیقت مناظرات نہین بلکہ دوستانہ بحث و گفتگو بغرض اظہار صواب و تحقیق ہو - فریقین اپنی غلطی خیال کا دریافت کرنا یا دوسرے کی غلطی رائے کا اخلاق و محبت و انسانیت سے ظاہر کرنا چاہین اور وہ لوگ بہی ایسے ہون جنمین باہم سابق کینہ و عداوت و بداخلاقی و نفسانیت نپائی جاوے - بلکہ حسن خلقی و نیک نیتی سے اونکی شہرت ہو - اور مجمع عام مین اوباش خلائق کا جمع کرنا بہی وہان مرکوز خاطر نہو - دو چار دوست باہم ملکر بیٹہین اور نہایت متانت و شائستگی سے گفتگو کرین - جب ایک دوسرے کے جواب و خلاف مین کچہہ کہنا چاہے تو ایسے الفاظ سے اپنے خلاف کو ظاہر کرے کہ دوسرے کو اسمین مخالفت و نفسانیت کی بو نہ آوے مثلاً یون کہی کہ آپکا فرمانا بجا ہے مگر میرے فہم ناقص مین نہین آیا - آپ اس مدعا کو دوبارہ بیان کرین - اور میرے ان شکوک کو جو اس مدعا کے سمجھنے سے مجھے مانع ہوئے ہین حل کردین - یا یون کہے کہ آپکی تقریر ماشاء اللہ نہایت سچائی و نیک نیتی پر مبنی ہے مگر افسوس فلان فلان وجہ سے مجھے اس سے توافق کرنے مین عذر ہے - اسی قسم کے دو تین دفعہ تقریرین کری - پہر دیکہے کہ مخاطب ہماری بات نہین سمجہتا - یا جو وہ کہتا ہے اپنی سمجھ مین نہین آتا تو اس گفتگو کو دوسرے وقت پر موقوف و معلق کردے اس پر یہ وعدہ رہے کہ اس وقت ہمارا فہم اس گفتگو کے سمجھنے سے قاصر ہے اسلئے اوسکو دوسرے وقت پر ملتوی کی جاتا ہے - اس عنوان سے گفتگو ہو تو تقریر حق و مدلل دوسرے کے

دل مین تریاق کا سا اثر پیدا کرے اور مناظرہ واقعی اثر دکہائے۔

قسم دوم (یعنے مناظرات تحریری جو بذریعہ کتب و رسائل وقوع مین آتی ہین) کا بہی ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انمین سر پہٹول اور جوتم جوتا کی نوبت نہین آتی باقی سب و شتم و طعن و توہین و فتوون اور نالشون کی تلوار بدستور چلتی ہے۔ ان سب باتون کی تفصیل اور اسکی شناعت و قباحت پر دلیل سے مجہے اس مقام مین بحث نہین میری بحث دو امر سے ہے اور ان ہی کی طرف ناظرین کو توجہہ دلانا میرا مقصود ہے۔

امر اوّل یہہ کہ ان تحریرات مین بعض اشخاص اپنے مخاطب کے علاوہ اسکے معبودون و اکابر مذہب کو برا کہتے ہین اور سبّ و توہین سے یاد کرتے ہین اور یہہ امر میرے خیال و علم مین کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہے۔ اور مذاہب کے نقل و بیان سے تو مین اس مقام مین تعرض نہین کرتا اسکو ان ہی مذاہب کے حامیون اور عالمون کے بیان پر حوالہ کرتا ہون۔ مذہب اسلام کے ہدایت و نصیحت کو اس مقام مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے [illegible] گالی دو انکو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین (ایسا کروگے تو یہہ از راہ تعدی) خدا کو گالیان دینگے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳)

اور اوسکے رسول مقبول نے فرمایا ہے کبیرے گناہون سے ایک بڑا گناہ یہہ ہے کہ انسان اپنے مان باپ کو لعنت کرے لوگون نے کہا

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال النبی صلعم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ رواہ البخاری ص ۸۸۳ فی صحیحہ۔

یا رسول اللہ صلعم مان باپ کو کوئی کیونکر لعنت کرتا ہے۔ فرمایا یہہ کسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے بدلے اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ اسکی مان کو گالی دیتا ہے وہ اسکی مان کو گالی دیتا ہے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کے اس قول کو کہ تو نے قرآن گھڑ لیا ہے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے جس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس کے اس قول کو سنکر اسکے بدلے و مقابلہ میں انکے معبودوں کو برا کہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسکے بدلہ میں خدا کو برا کہنے لگ جاویں۔ اس میں اس بات کا قانون بتایا اور یہ فرمایا ہے کہ جب بحث و مناظرہ میں مخالف جہالت و نادانیت کی باتیں کرے تو اسکے جواب میں تم جہالت اختیار کرو بلکہ درگزر کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیات میں ارشاد فرمایا ہے۔ جب مومن مخاطب کسی سے گفتگو میں نوبت

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم۔ القصص۔	نہ پہنچے بیہودہ میں اور کہہ دیں ہمارے اعمال ہمارے لئے تمہارے لئے تمہارے۔ اور
واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما	اور جب ان سے جاہل مخاطب ہوں کہیں
واذا مروا باللغو مروا كراما (الفرقان)	تو وہ سلام کہکر جاتے ہیں اور جب بیہودہ

جب وہ بیہودہ مجالس سے گزرتے ہیں تو شائستگی سے نکل جاتے ہیں۔

یہ تین آیات کہ جو ہمارے خیال میں آئے ہیں بعینہٖ امام رازی نے تفسیر میں فرمائے ہیں جنانچہ کہا ہے۔ اعلم ان هذا الكلام ايضا متعلق بقوله انا جعلنا هذا القرآن من مدارسة النبي ثم ذكر وجها فانه لا يبعد ان يقال انه اذا سمع ذلك الكلام من الكفار غضب وشتم آلهتهم على سبيل المعارضة فالله تعالى عن هذا نهاه عن ذلك حتى لا يشتم آلهتهم فيغضبوا ويشتم الله تعالى بما لا ينبغي من القول فان هذا امر لا يحتمل زعم هذا الخصم وجب الاحتمال زعم المقال۔ وفي الجملة فهو ينبه على ان خصمك اذا شافهك بجهل فلا تقابله على ان تقدم على مشافهته بما يجري مجرى كلامه فان ذلك يوجب فتح باب السفاهة وذلك لا يليق بالعقلاء۔

اس عبارت کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو ہمنے بیان معنی آیت مین کیا ہے اسکی اعادہ و تکرار کی حاجت نہین ہے۔ اور **تفسیر کبیر و معالم** وغیرہ مین یہہ بہی کہا ہے کہ مسلمانون نے انکے معبودون کو برا کہا تسپر اس آیۃ کا نزول ہوا۔ اور تفسیر معالم مین ہے کہ ابن عباس (صحابی) نے فرمایا ہے جب آیت (انکم و ما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم) نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا یا محمد ہمارے معبودون کے برا کہنے سے تو باز آ ورنہ ہم تیرے رب کو برا کہینگے۔ پس خدا تعالے نے انکے معبودون کو برا کہنے سے منع کر دیا۔ قتادہ (تابعی) نے کہا ہے مسلمان بتون کو برا کہتے تہے۔ تسپر خدا تعالے نے انکو اس سے منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین اسلئے کہ وہ جاہل قوم ہے (اسکے بعد معالم مین وفات ابو طالب کا قصہ نقل کیا جس مین اسی قسم کا بیان ہے۔ پہر فرمایا) جب یہ آیۃ ممانعت دشنام دہی نازل ہوئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنے خدا کو برا نہ کہو پس لوگ انکے معبودون کو برا کہنے سے رک گئے اس آیۃ مین اگرچہ بظاہر بتون کے برا کہنے سے ممانعت ہی مگر درحقیقت خدا کو برا کہنے سے ممانعت ہے اس لئے کہ بتون کو برا کہنا خدا کو برا کہنے کا سبب ہے۔

قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قال المشرکون یا محمد لتنتہین عن سب آلہتنا او لنہجون ربک فنہاہم اللہ تعالی ان یسبوا اوثانہم وقال قتادۃ کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنہاہم اللہ عز وجل عن ذلک لئلا یسبوا اللہ فانہم قوم جہلۃ ... فلما نزلت ہذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لا تسبوا ربکم فامسک المسلمون عن سب آلہتہم۔ وظاہر الآیۃ وان کان نہیا عن سب الاصنام فحقیقۃ النہی عن سب اللہ تعالی لانہ سبب لذلک ومعنی ذلک

مجدد العصر مشہر العلم فی البدو والحضر مرجع العز والکمال نواب ریاست بہوپال لازال بالاقبال نے تفسیر **فتح البیان** مین فرمایا ہے کہ اس آیۃ کے معنے یہہ ہین ای محمد والمعنی لا تسب یا محمد آلہۃ کفار کے معبودون کو برا نہ کہہ یہہ خدا کو برا کہنے کا سبب

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

هؤلاء الكفار التي يدعونها من دون
الله فيتسبب عن ذلك سبهم لله
عدوانا وتجاوزا عن الحق وجهلا
منهم وفي هذه الآية دليل على ان
الداعي الى الحق والناهي عن الباطل
اذا خشي ان يتسبب عن ذلك ما هو
اشد منه من اهتاك حرم ومخالفة
حق ووقوع في باطل اشد كان الترك
اولى بل واجبا + + + وقد ذهب
جمهور اهل العلم الى ان هذه الآية
محكمة ثابتة غير منسوخة وهي اصل
اصيل في سد الذرائع وقطع التطرق
الى الشبه + + + وعن ابن عباس قال
قالوا يا محمد صلعم لتنتهين عن سبك آلهتنا
او لنهجون ربك فنهاهم الله ان يسبوا
اوثانهم فيسبوا الله عدوا بغير علم
وقد ثبت في الصحيح ان رسول الله
صلعم قال ملعون من سب والديه
قالوا يا رسول الله وكيف يسب الرجل
والديه قال يسب ابا الرجل فيسب
اباه ويسب امه فيسب امه

ہوگا اس آیت مین اس بات پر دلیل ہے کہ
جو شخص لوگون کو حق کیطرف بلاوے اور
باطل سے ہٹاوے جب اُسکو اس امر و نہی
کے سبب اس سے بڑھکر ہتک حرمت و
مخالفت حق و ارتکاب باطل کا خوف ہو تو
اُسوقت امر و نہی کو ترک کرنا اولی بلکہ واجب
ہے + + + جمہور اہل علم قائل ہین کہ یہہ آیت
محکم ہی منسوخ نہین۔ اور یہہ فساد کی ذریعون
کے روکنے اور شبہون کیطرف چلنی کو توڑنے
کے لئے عمدہ قانون ہے۔

اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے
کہ (منکرون نے) کہا ای محمد تو ہماری معبودون
کے برا کہنے سی باز آ نہین تو ہم تیری خدا کو
برا کہینگے پس خدا نی انکے بتونکے برا کہنے سی
منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین۔ اور صحیح بخاری
مین ثابت ہی کہ آنحضرت نی فرمایا ملعون ہے
جو مان باپ کو گالی دیتا ہی لوگون نے کہا مان
باپ کو کوئی کیسے گالی دیتا ہی فرمایا یہ کسیکے
باپ کو گالی دیتا ہی وہ اسکے باپ کو گالی دیتا
ہے یہہ کسی کی مان کو گالی دیتا وہ اسکی
مان کو۔

اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے فرمایا ہی اس پر کوئی یہہ شبہ کر سکتا ہے کہ بتونکو

لقائل ان یقول ان شتم الاصنام
من اصول الطاعات فکیف یحسن
من اللہ تعالی ان ینہی عنہا والجواب
ان ہذا الشتم وان کان طاعۃ الا
انہ اذا وقع علی وجہ یستلزم وجود
منکر عظیم وجب الاحتراز منہ
والامر ہہنا کذلک لان ہذا الشتم
کان یستلزم اقدامہم علی شتم اللہ
وشتم رسولہ وعلی فتح باب
السفاہۃ وعلی تنفیرہم عن
قبول الدین وادخال الغیظ
والغضب فی قلوبہم فلکونہ
مستلزما لہذہ المنکرات وقع
النہی عنہ + + + قالوا ہذہ
الایۃ تدل علی ان الامر بالمعروف
قد یقبح اذا ادی الی ارتکاب منکر والنہی
عن المنکر یقبح اذا ادی الی زیادۃ منکر وغلبۃ
الظن قائمۃ مقام العلم فی ہذا الباب
وفیہ تادیب لمن یدعو الی الدین لئلا
یتشاغل بما لا فائدۃ لہ فی المطلوب لان

برا کہنا تو تابعداری کی جڑ ہے پہر اس سے
خدا تعالی کا منع کرنا کیونکر درست ہو سکتا
ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ یہہ برا کہنا اگرچہ
تابعداری کی بات ہی مگر جب تابعداری
ایسے طور پر وقوع مین آوے جس سے
بہت بری بات پیدا ہو تو اس سے بچنا لازم
ہے اور یہان یہی امر موجود ہے انکی بتون کو
برا کہنا خدا کو برا کہنے اور رسول کو گالیان
دینے اور جہالت کا دروازہ کہل جانے
اور ان لوگونکو دین اسلام سے بہگانے اور انکے
دلون مین غیظ و غضب پیدا کرنیکا موجب
ہوتا ہے اسلئے خدا تعالے نے اس سے
منع کیا + + +

اور فرمایا ہے کہ اسی آیت سے یہہ بہی معلوم
ہوتا ہے کہ اچہی بات کا لوگون کو حکم دینا
کبہی برا بہی ہو جاتا ہی۔ جب وہ اور برائیون
کے ارتکاب کا موجب ہو۔ اور بری بات
سے روکنا برا ہو جاتا ہے جب وہ زیادہ
برائی کرنیکا باعث ہو۔ اور اس امر کے
تصفیہ کے لئے غلبہ ظن قائم مقام یقین

وصفا او ثنا باطلا حمادف لا تنفع ولا تضر یکفی فی انتفاء وفی الانتہاء انتفاء جامع لدلائلہا

ہوسکتا ہے۔ اور اس آیۃ میں یہ بھی اوب سکھایا ہے کہ واعظ یا منادی کرنے والے

کو چاہئے کہ بعایدہ بات میں مصروف نہوتوں کی الوہیت توڑنے کے لئے جب اتنا کہنا کہ وہ تم میں اور نفع و نقصان پر قادر نہیں کافی ہے تو پھر انکو گالیاں دینے کی کیا حاجت ہے۔

اس آیت اور اس حدیث سے بشہادت تفسیر و بیان اکابر اسلام بخوبی ثابت ہے کہ اتنا مباحثہ و مناظرہ میں باخارج از مباحثہ کسیکے معبود و بزرگ و پیشوای و بانی مذہب کو (گو واقع میں وہ مبطل و گمراہ و برا کہنے کے لائق ہی کیوں نہ ہو) ایسی حالت میں برا کہنا کہ اسکے بدلہ میں خدا اور رسول کو برا کہلانیکا اندیشہ ہو ممنوع و حرام ہے اور وہ عین خدا اور رسول کو برا کہنا ہے۔ جو جلب لعنت و غضب الٰہی کا موجب ہے اسکا خلاف ہم نے کتاب و سنت میں کہیں نہیں دیکھا۔ اور کسی آیت یا حدیث میں نہیں پایا کہ جس حالت میں کسی گمراہ یا معبود باطل کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا کہلانیکا خوف ہو تو اس حالت میں انکو برا کہنا جائز ہے یا یہ امر کسی مادی و بانی مذہب سے سرزد ہوا ہے۔

جو لوگ اس قسم کے مباحث غیر مہذبانہ کے عادی ہیں اور غیر مذہب کے اکابر کو برا کہنے اور اسکے بدلہ اپنے اکابر کو برا کہلانے کو منجملہ طاعات عمری ایک بڑی طاعت جانتے ہیں اور اس امر کو جہاد لسانی خیال کرتے ہیں اپنے اس خیال پر بدلائل ذیل استدلال کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے کافروں سے عین اتنا مباحثہ میں مخاطب ہو کر فرمایا۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ یعنے تف ہے تمکو اور تمہارے معبودوں کو جنکو خدا کے سوا پوجتے ہو۔

(۲) خدا تعالیٰ نے خود کفار کے معبودوں کی نسبت فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنے تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ

کا ایندن ہو۔

(۳۴) آنحضرت صاحم نے عین مقابلہ میں مشرکین کو بُرا کہلایا اور حسان بن ثابت رضہ شاعر کو انکی ہجو کے لئے مسجد میں منبر کھڑا کرا دیا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود ہے

(۳۵) محدثین ہر عصر و طبقہ کے غیر ثقات لوگوں کو برا کہتے چلے آئے ہیں اور سخت الفاظ کذاب دجال وغیرہ سے یاد کرتے رہے ہیں۔ قس علے ہذا۔

مگر ہمارے خیال میں یہ استدلالات انکے خیالات کی تائید سے قاصر ہیں۔ بات جسمیں ہماری انکی نزاع ہے یہ مفروض و مقرر ہے کہ جس حالت میں معبودون باطل یا مگرہون کو برا کہنے میں جانب مقابل سے خدا کو برا کہنے کا اندیشہ ہو اس حالت میں انکو برا کہنا جائز ہے یا ناجائز۔ سو ان چارون دلیلون سے ثابت نہیں ہے کہ جنکو معبودون یا اکابر کو خدا اور رسول نے یا انکے نائبون نے برا کہا ہے انہون نے اسکے جواب میں خدا اور رسول کو برا کہا تھا یا اس برا کہنے کا اسوقت اندیشہ تھا۔ لہذا ان چارون دلیلون سے استدلال محض انکا خیال ہے۔

بلکہ ہم بشہادت مقال و ظاہر حال یہہ کہہ سکتے ہیں کہ ان چارون دلیلون کے موقع پر معبودان باطل و اکابر کفر کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا نہیں کہا گیا اور وہ برا کہنا اس اشد برائی کا سبب نہیں ہوا۔

دلیل اوّل کے موقع پر ظاہر کتاب اللہ سے ثابت ہے کہ کفار نے حضرت ابراہیم کے مقابلہ میں خدا کو برا نہیں کہا حضرت ابراہیم کی ذات سے اسکا بدلہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نور نبوت و وحی الہی سے یہہ جان لیا تھا کہ خدا کو برا کہلانے سے مامون ہو کر ان الفاظ سے انکا مقابلہ کیا تھا۔

دلیل دویم کا موقع اور شان نزول خود شاہد ہے (چنانچہ تفسیر معالم و فتح البیان وغیرہ سے منقول ہو چکا ہے) کہ انہون نے اسکے مقابلہ میں خدا کو برا نہ کہا

تہا بلکہ اسکے بدلہ مین برا کہنے کا ارادہ ظاہر کرکے آنحضرت کو صرف دہمکایا تہا کہ تو ہمارے معبودونکو برا کہنے سے باز آجا یا ہم تیرے خدا کو برا کہینگے جس پر فوراً وہ قول خداوندی جس سے ہم نے استدلال کیا ہی (لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ) نازل ہوا جس نے برا کہنے والون اور بدلہ لینے والون کے مقابلہ مین اس آیۃ کو پڑہنے اور اسکا مضمون سنانے سے روکدیا گویا من وجہ ایک حکم نسخ اس پر جاری کیا اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ کی نازل ہونے اور کفار کے مقابلہ مین پڑہے جانے کیوقت خدا کو اپنے برا کہلانیکا اندیشہ نہ تہا بلکہ علم الیقین تہا کہ وہ اسکے مقابلہ مین برا نہ کہینگے۔

دلیل سیوم۔ کا بہی موقع خود ناطق ہے کہ حضرت حسان رض کا کفار قریش کو برا کہنا آنحضرت کو برا کہنے کا سبب نہین ہوا بلکہ کفار کا پہلے آنحضرت کو برا کہنا حسان کے برا کہنے کا سبب ہوا۔ پہلے آنحضرت کی کفار نے ہجو کی اور آنحضرت نے اسکی انسداد کی [illegible] ہجو مقابلہ ہجو کوئی نہ دیکہی تو حسان کو ہجو اور مذمت کفار کی اجازت دی۔ چنانچہ الفاظ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم جن سے وہ لوگ استشہاد کرتے ہین اس بیان کی تصدیق کر رہے ہین۔ ایک حدیث مین صحیحین کی وارد ہی کہ حسان رض آنحضرت کیطرف سے مدافعت و جواب دہی کرتا تہا۔ ایک حدیث مین ہے آنحضرت نے حسان کو فرمایا کہ ہماری طرف سے جواب دے (ای بار خدا) تو اسکے روح القدس سے مدد کر اور خود ان اشعار مین جو حسان نے مشرکین کی ہجو مین پڑہے تہے یہہ الفاظ موجود ہین کہ تم نے آنحضرت کی ہجو کی ہے مین اسکا جواب دیتا ہون

عن عائشة انه ای حسان کان ینافح (وفی روایة یذب عن رسول اللہ صلعم۔ قال النبی صلعم یا حسان اجب عن رسول اللہ (وفی روایة عنی) اللهم ایده بروح القدس۔ وقال حسان هجوت محمدا فاجبت عنه + وعند اللہ فی ذاک الجزاء

(صحیح بخاری ص ۹۰۹ و صحیح مسلم ص ۲۰۰ وغیرہ)

امام نووی نے شرح مسلم میں [illegible] لحاظ و موقع کے لحاظ سے فرمایا ہے
علماء نے کہا کہ اہل اسلام کو مشرکون کے برا کہنے میں ابتدا کرنا مناسب نہیں کیونکہ اسمین
اسلام و اہل اسلام کو برا کہلانے کا خوف ہے [illegible] اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

قال العلماء ینبغی ان لا یبدأ المشرکون بالسب والهجاء مخافة من سبهم الاسلام واهله قال الله تعالی ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم وتنزیه المسلمین عن الفحش الا ان تدعوا الی ذلک ضرورة لابتدأهم به فتکف اذاهم وتحرزه کما فعل النبی صلعم شرح مسلم ص [illegible]

[illegible] نہ دو جنکو یہہ لوگ خدا کو [illegible] پکارتے ہیں پھر وہ خدا کو برا کہینگے اور مسلمانون کو فحش کہنے سے بچنا ہی لازم ہے مگر اس حالت میں کہ اسکی طرف ضرورت [illegible] ہو مشرکون نے ابتدا کی ہو [illegible] مسلمانون کی طرف سے ہی ہو جیسے [illegible] حضرت صلعم نے اس موقع پر کیا

دلیل چہارم۔ کے موقع کو بھی میں [illegible] محدثین نے جن لوگونکو بالفاظ جرح و تضعیف یاد کیا ہے ان لوگون نے اسکے مقابلہ میں انکو یا انکے باپ دادا کو یا خدا و رسول کو برا نہیں کہا۔ اور اگر کسی نے جرح کے [illegible] جارح اول کو علم و اندیشہ نہ تہا۔ جو لوگ اس [illegible] استدلال [illegible] استدلال اسوقت تمام ہو سکتا ہے جبکہ وہ یہہ ثابت کرین کہ جنکو محدثین [illegible] ہے انہون نے بجواب اسکی ان محدثین [illegible] دادا کو برا کہا [illegible] کا ان محدثین کو اولاً اندیشہ و علم ہو گیا تہا۔ ایسا ہی پہلے تین استدلالونمین اس امر کا بیان و اثبات ان پر واجب ہے۔

بالجملہ جہانتک ہمنے کتاب اللہ کو دیکہا اور احادیث رسول اللہ صلعم کو ٹٹولا ہے انکے خیال کا کہین ثبوت نہین پایا اور کسیکے معبود و اکابر کو برا کہنے کا (جو خدا و رسول کے برا کہنے کا سبب ہو) جواز نہین دیکہا اور جو امر اول مناظرات تحریری کی نسبت ہمنے کہا ہے اور قرآن و حدیث و

اقوال مفسرین سی اسکا ثبوت دیا ہی وہ بلا مزاحمت و معارضہ ہماری نزدیک صحیح ہے۔

امر دوم اُن **مناظرات** تحریری مین (جو زیادہ تر توجہ ناظرین کے لائق ہی) یہہ ہی کہ انمین غالباً اظہار صواب و تحقیق حق کا تو نام و نشان ہی نہین ہوتا بلکہ از سرتا پا الزام و افحام مخاطب پایا جاتا ہی پہر اس الزام مین بھی شائستگی و حق گوئی کا خلاف کیا جاتا ہی اصل متنازع فیہ کو چہوڑ کر اُن الزامات کو اختیار کیا جاتا ہی جنکو اصل متنازع فیہ سے تعلق نہین ہوتا اور بعینہ وہ کام عمل مین آتا ہی جیسا کہ مشہور ہی کسینے کسیکو کہا کہ تمہاری ازار ٹخنے سی نیچی ہے اسلئی تمہاری نماز مکروہ ہوتی ہے اسکی جواب مین اُس نے کہا کہ جاؤ میان تمہاری باواجی کے نکاح پر جو میٹھے چاول پکے تہے اُسمین گڑ کہان برابر تہا اور اصل متنازع فیہ امر مین بحث کرنے کے وقت بہی حق سے درگذر کرکے ناحق باتون مین الزام دیا جاتا ہے۔

ہمنے مانا کہ انکے مناظرے درحقیقت مجادلے ہین اور مجادلہ مین اظہار حق و صواب سی مطلب نہین ہوتا صرف الزام مخاطب منظور ہوتا ہے۔ ولیکن اس الزام مین بہی انصاف سے درگذر کر جانا اور راستی و حق گوئی سے یک لخت علیحدہ ہونا تو کسی حالتمین جائز نہین ہو جاتا کیا کوئی عاقل (مسلمان ہو خواہ غیر) کہہ سکتا ہی کہ الزام خصم کے لئے رات کو دن اور دن کو رات بتا دینا اور جہونٹ کو سچ کر دکہانا جائز ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہین بلکہ عقل و انصاف و اسلام وغیرہ مذاہب کے یہی ہدایت ہی کہ اگر کسی شخص کو کسی امر مین الزام بہی دینا ہو تو اسمین سررشتہ راست بازی اور حق گوئی کو ہاتہہ سی نہ دینا چاہئے مگر مشکل یہہ ہے کہ غالباً جو بات کوئی اپنی خصم کے الزام کے لئی کہتا ہی اپنی خیال و اعتقاد مین اسکو حق سمجہتا ہے۔ اور اسمین الزام خصم کو عین حق و صواب جانتا ہی گو واقع مین وہ ناحق ہو۔ لہذا اس باب مین کوئی ایسا قانون عام پسند اور عام فہم بیان کرنا ضروری ہے جس سے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگون کو حق و ناحق مین امتیاز

کرنا ممکن و سہل ہو اور خود بخود اقرار کرنا پڑے کہ فلان امر جسمین ہمنے اپنے خصم کو الزام دیا ہے حق نہین ہے -

وہ قانون عام جسکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہین یہہ ہے کہ مسائل ہر مذہب و ملت کے غالباً تین قسم ہوتے ہین قسم اول وہ مسائل جو بانی مذہب سے صریح و صاف طور پر سرزد ہوئے ہون اور شہرت و تواتر کے ساتھہ بانی مذہب سے ثابت ہون قسم دویم وہ مسائل صریح و صاف جو بنقل احاد یا شاذ و نادر لوگون کے بانی مذہب سے منقول ہون -

قسم سویم وہ مسائل جو اصل بانی مذہب سے سرزد نہوئے ہون نہ بطور تواتر و شہرت اسسے منقول ہون نہ بنقل احاد اس سے مروی ہون بلکہ وہ مسائل کسی اور شخص خادم یا حامی مذہب نے بانی مذہب کے اقوال یا افعال سے اپنے فہم و فکر و اجتہاد سے استنباط کر لئے ہون - اور اپنے اس خیال سے کہ یہہ مسائل بانی مذہب کے مرضی و ارادہ کے مطابق ہین بانی مذہب کیطرف منسوب کر دئے ہون

ان اقسام سے قسم اول و دویم بے شک داخل مذہب ہین اول یقیناً دویم ظناً مگر قسم ثالث کو اصل مذہب بانی مذہب سمجھنا مسامحہ و مجازفہ و مغالطہ ہے - یہان ایک قسم اور ہے جو غیرون کے نزدیک مذہب مین داخل و شامل سمجھا جاتا ہے مگر اصل مذہب کے حامیون کے نزدیک وہ داخل مذہب نہین ہوتا - وہ مسائل موضوعہ ہر مذہب و ملت کے ہین جنکو ہر مذہب کے مخالف و دشمن یا نادان دوست از خود بلا سند قول بانی مذہب گھڑ لیتے ہین اور مذہب کیطرف منسوب کر لیتے ہین مگر حامیان مذہب اس قول کو وضعی و جعلی سمجھکر مذہب سے خارج کر دیتے ہین ان اقسام کے مذہب اسلام کے سوائے اور مذہب مین موجود ہونیکی تفصیل کے تو ہم اس مقام مین گنجائش نہین دیکھتے دین و مذہب اسلام مین انکے موجود ہونے پر شہادت اقوال علما پیش کرتے ہین -

اہل اسلام کے حکیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ اپنی رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین فرماتے ہین - بر این فقیر واضح ساختند کہ در ہر مذہبی احکام سہ قسم میباشند یکی ظاہر مذہب چنانکہ در مذہب امام ابی حنیفہ ظاہر مذہب اصول خمسہ از تصانیف محمد بن الحسن است و در مذہب شافعی آنچہ در ام و مختصر مزنی مسطور است دیگر نوادر مذہب و آن روایات غیر معروفہ کہ از صاحب مذہب و اصحاب او یافتہ یافتہ شود خارج کتب مشہورہ معتمدہ مثل امالی ابو یوسف و رقانیات و ہارونیات و امالی حسن بن زیاد و غیر آن -

سوم تخریجات اصحاب وجوہ و علماء مذہب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحق شیرازی و غیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی علی صاحبہا الصلوات و التسلیمات مراتب ثلثہ واقع است - ظاہر دین محمدی و نوادر دین و تخریجات علماء و این تثلیث در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و عقائد جاری است - و صاحب علم و فہم کسی است کہ تفرقہ کند در مراتب ثلثہ در ہر فن و بر ہر مرتبہ حکمی نہد

ومنہا (ای من مسائل ضلت فی بوادیہا الافہام وزلت الاقدام وطفت الاقلام) انی وجدت بعضہم یزعم ان جمیع ما یوجد فی ہذہ الشروح الطویلۃ وکتب الفتاوی الضخمۃ ہو قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ ولا یفرق بین القول المخرج وبین ما ہو قول فی الحقیقۃ ولا یحصل معنی قولہم علی تخریج الکرخی کذا وعلی تخریج الطحاوی کذا ولا تمیز بین قولہم قال ابو حنیفۃ کذا وبین قولہم جواب المسئلۃ علی مذہب ابی حنیفۃ او علی اصل ابی حنیفۃ کذا - ولا یصغی الی ما قالہ المحققون من الحنفیین کابن الہمام وابن النجیم فی مسئلۃ العشر فی العشر ومسئلۃ اشتراط

اور جناب ممدوح کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین کہ منجملہ ان مسائل کے جنمین لوگونکی فہم بہک رہی ہین اور پاؤن پہسل گئے ہین اور قلم چل نکلے ہین یہہ ہی کہ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ جو مسائل لمبی لمبی شرحون اور موٹی موٹی فتاوون مین ہین یہہ سب امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے اقوال ہین اور وہ لوگ اصلی اور مسقط (قول سے نکالی ہوئی) قول مین فرق نہین کرتے - اور وہ علماء کی اس قول کے کہ فلان مسئلہ کرخی کی تخریج ہی - اور فلان طحاوی کی تخریج ہی معنی نہین سمجہتے - اور وہ اس قول مین کہ فلان مسئلہ ابو حنیفہ نے کہا ہی اور فلان مسئلہ ابو حنیفہ کے مذہب یا اصول پر ہے تمیز نہین کرتے اور وہ محققین حنفیہ (ابن الہمام و ابن نجیم) کی اس بات کو نہین سنتے جو انہون نے کہہ رکہی ہین کہ مسئلہ دہ در دہ

البعد من الماء میلاً فی التیمم وامثالهما ان ذالك من تخریجات الاصحاب ولیس مذهباً فی الحقیقة - (حجة الله ص ۱۶۵)

اور تیمم مین ایک میل فاصلہ پر پانی سے دور ہونی کی شرط اور اسکے نظائر لوگون کے تخریجات (نکالی ہوئی باتین) ہین

اور امام شعرانے میزان کبری مین فرمایا ہی یہہ امر (یعنی پیروان امام کے قول کو قول امام سمجہنا) جو ہمنے ذکر کیا ہی اسمین بہت لوگ گر پڑتے ہین پس اگر کوئی مسئلہ کے امام شاگردون (یا تابعدارون) کا پاتی ہین تو اسکو امام کا مذہب قرار دیتی ہین ولیکن یہہ بے باکی ہی مذہب امام تو حقیقتاً وہی ہوتا ہی جو اسنے کہا ہوا اور اس سے تا دم مرگ رجوع نہ کیا ہو - نہ وہ جو اسکے صحبتیون نے اسکے کلام سی سمجہا ہی - ہو سکتا ہی کہ جو کچہہ انہون نے سمجہا ہی وہ امام کے سامنی پیش کیا جاوے تو اسکو پسند نہ آوی - اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کیطرف اس قول کو نسبت کرے جو اسکے کلام سے سمجہا گیا ہو وہ حقیقت مذاہب سی جاہل ہے

وهذا الامر الذی ذکرنا یقع فیه کثیر من الناس فاذا وجدوا عن اصحاب امام مسئلة جعلوها مذهباً لذلك الامام وهو تهور فان مذهب الامام حقیقة هو ما قاله ولم یرجع عنه الی ان مات لا ما فهمه اصحابه من کلامه فقد لا یرضی الامام بذلك الامر الذی فهموه من کلامه ولا یقول به لو عرضوه علیه - فقد علم ان من عزی الی الامام کل ما فهم من کلامه فهو جاهل بحقیقة المذاهب - (میزان کبری ص ۷۳)

اور شیخ محمد حیات سندی نے رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف مین فرمایا ہی مذہب ہر امام کا وہی ہے جو اسنے کہا ہو اور اس سے رجوع نہ کیا ہو + + +

ومذهب کل مجتهد ما قال ولم یرجع عنه + + + ولیس کل ما یستنبطه رجل من اقوال الامام یکون مذهبه بل تارة یوافق مذهبه وتارة یخالفه - ولا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة الائمة بانها اقوالهم او مذهبهم قطعاً لانه

اور جو بات اقوال امام سے نکالی جاوی وہ اسکا مذہب نہین ہو جاتا - بلکہ وہ کبہی موافق مذہب ہوگی کبہی مخالف اور یہہ لائق نہین ہے کہ جو امامون کے اقوال سے نکالی ہوئی قول ہین وہ یقیناً امام

يحتمل انها لو عرضت عليهم قبلوا اشيأ منها وردوا اشيأ - وهذا كما لا ينسب ما استنبطه المجتهدون من اقوال النبي صلعم على انها اقواله ويحتمل كونها شريعته الذي ظهر لهذا القاصر ان معظم المسائل المذكورة في اصول الفقه ماخوذ من اقوال الائمة وذلك ان ينظر مثلاً بعض اتباع الائمة في مسائلهم فيجد كثيرا منها راجعة الى اصل واحد فيجعل ذلك الاصل قاعدة لها ولامثالها

(ایقاف)

کیطرف نسبت کئے جاوین اور انکی مذہب قرار پاوین احتمال ہے کہ وہ قول امام کے سامنے پیش کئے جاتے تو بعض کو امام قبول فرماتے اور بعض کو رد کر دیتے اسکی نظیر یہہ ہی کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کی اقوال سے نکالے ہین وہ یقیناً آنحضرت کی اقوال نہین سمجھے جاتے بلکہ وہ شریعت ہونیکی صرف محتمل ہین مجھہ پر یہہ واضح ہوا ہے کہ اکثر مسائل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ائمہ کے اقوال سے ماخوذ (مستنبط) ہین جب امام کی پیروان نے اکثر مسائل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے دیکھا تو اس قانون کو ان مسائل اور انکی نظایر کیلئے اصول قرار دیا۔

اس **تفصیل** وشہادت سے تین قسم اول کا وجود دین اسلام ومذہب اسلامیہ مین بخوبی ثابت ہی رہا قسم چہارم جعلی ووضعی مسائل مذاہب سو محتاج بیان نہین ہے۔ ہر کوئی جانتا ہی کہ ہر مذہب مین بہت سی بناوٹی باتین مل جل رہی ہین جو لوگون نے از خود بنالین ہین بانی مذہب یا حامی مذہب سے ثابت نہین ہین **ان اقسام** کا مختلف مذاہب مین وجود ومفہوم ناظرین وسامعین کے خیال مین آیا ہی تو اب **اصل قانون** الزام بیان کیا جاتا ہی سو یہہ ہے کہ اگر کوئی کسی اہل مذہب کو کسی مذہبی بات مین الزام دینا چاہی تو قسم اول اور دوم کے مسائل مین الزام دی سکتا ہی۔ قسم اول مین یقیناً قسم دوم مین بطور ظن۔ کیونکہ صرف یہی دو قسم اصل مذہب ہی۔ اور قسم سوم کے مسائل سے اصل مذہب پر الزام قایم نہین ہو سکتا ایسا ہی مسائل قسم چہارم سے الزام بلکہ یہہ الزام اور ہی ناممکن اور سخت بی انصافی ہے۔ ہان ان دونون اقسامون سے الزام ممکن ہے تو اسی شخص پر ممکن ہے جو ان اقسام کو داخل مذہب سمجھا ہوا ہی۔ کوئی جاہل پیرو مذہب ہو یا خود ہی حضرت معترض۔

اس **قانون** عام فہم و عام پسند (جسکو کسی مذہب سے خصوصیت نہیں ہے) کی پابندی ہر شخص کو بوقت الزام ضروری ہے۔ اور اگر الزام میں اس قانون کی پابندی نہو تو جو شخص دوسری کے مذہب پر کوئی الزام قائم کرنا چاہے وہ خود اور اسکا مذہب اسی قسم کے الزام کا مورد بن سکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی مذہب الزام سے بچ نہیں سکتا۔

مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو پر ایسی بات میں الزام قائم کرنا چاہے جو اصل مذہب عیسوی و موسوی و ہندو میں داخل اور قسم اول و دوم سے نہیں ہے بلکہ انکے کسی دشمن یا نادان دوست نے از خود بنا کر انکی طرف منسوب کر دی ہے اور وہ قسم سوم و چہارم سے ہے تو عیسائی و یہودی و ہندو کو بھی پہنچتا ہے کہ ہزارہا وضعی حدیثوں اور صدہا غلط اجتہادی و خیالی مسائل سے اہل اسلام پر الزام قائم کرے۔ **ایسا ہی** اسکے **عکس** کو خیال کرو اور اگر کوئی **عامل بالحدیث** کسی مقلد مذہب حنفی کو اس قسم کی بات میں الزام دینا چاہے تو وہ مقلد اس عامل بالحدیث کو اسی قسم کا الزام دے سکتا ہے۔ **ایسا ہی** اسکے **عکس** کو سمجھ لو۔

یہاں سے ہمارے بھائی موحد و عامل بالحدیث جو آجکل ہندوستان و پنجاب حنفیہ مقلدین پر اس قسم کے الزام بذریعہ اشتہارات و تالیفات قائم کر رہے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر بایں الفاظ کہ فلاں مسئلہ امام اعظم کا حدیث کے خلاف ہے۔ اور فلاں مردود۔ اور فلاں مسئلہ میں امام اعظم نے اس حدیث کا خلاف کیا۔ اور فلاں مسئلہ میں اس آیۃ کا مخالف نصوص کا دعویٰ کرتے ہیں عبرت و نصیحت پکڑیں اور اپنے ان وعادی والزامات کو اس قانون کی کسوٹی پر لگا کر انصاف اختیار کریں پس جس الزام کو اس قانون کے مطابق پاویں اور اسکی بنا قسم اول و قسم دوم کے مسائل پر دیکھیں اسمیں پنے دعویٰ کو صحیح سمجھیں اور جس الزام کو اس قانون کے مخالف پاویں اور اسکی بنا مسائل قسم سوم و چہارم پر دیکھیں اس الزام سے باز آویں اور کتب فقہ (ہدایہ شرح وقایہ اور مختار۔ وغیرہ) شروح و فتاوی کی ہر بات کو امام ابوحنیفہ کا قول سمجھکر ایسے دعوی کرنے جھوڑ دیں اور بشہادت قانون مذکور یقیناً جان لیں کہ ان کتابوں میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ کی طرف منسوب

ہین اور درحقیقت وہ انکے اقوال نہین ہین۔

یہی التماس برادرانہ ہماری دوسری **بہائی حنیفہ** کے خدمت مین ہے جو اس قسم کے الزام اہل حدیث پر قایم کرتے ہین اور انکو ہندوستان و پنجاب مین بذریعہ اشتہارات و رسائل و اخبارات شایع کرتے ہین اور امام بخاری علیہ الرحمتہ وغیرہ اہل ظواہر کے طرف سخت غلط و بیجا مسایل کو منسوب کرتے ہین وہ بہی اس قسم کے الزامون سے باز آئین اور اپنے الزامات و دعاوی مین اس بے لگاؤ قانون کی پابندی اختیار کرین۔

اس قانون اور اس مضمون کی تحریر و بیان سے **زیادہ تر** ان ہی دو فرقہ (اہل حدیث و حنفیہ) کے مناظرات کی اصلاح اور انکی باہم مصالحتہ مدنظر ہے جو آجکل آپسمین خانہ جنگی کر رہے ہین اور ایک دوسرے کی شکست و ہلاکت کے لئے ہتہیار و اوزار (رسالے تلوارین) بنا بنا کر اپنے مخالف و حریف (ہنود و عیسائیون) کو (جو ان ہتیارون سے اُن دونون کا سر کاٹین) دے رہے ہین۔ انکے اس کارروائی کی تفصیل سے اس مقام مین مجہی **دو امر** مانع ہین **ایک** مضمون کا طول ہوجانا اور اس تفصیل کا موقع نہ رہنا۔ **دوسرا** یہہ کہ ایک فعل کی تفصیل سے اسکے فاعل کی تفصیل و تخصیص وقوع مین آتی ہے اور اس سے شخصی بحث شروع ہوجاتی ہے اور اس سے اب مین استعفا داخل کر چکا ہون اور یہہ مضمون اسکی انسداد کے لئے لکھ رہا ہون لہذا اس مجمل اشارہ و نصیحتہ پر اکتفا کرکے اپنے دونون فریق کے بہائیون سے امید رکھتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اب بہی اس نقصان عظیم کا لحاظ فرمائین اور خانہ جنگی سے باز آوین اور اپنے مخالفین دین کو اپنے دین پر ہنسنے اور چوٹ کرنے کے اسباب بہم نہ پہنچاوین۔ اور بنظر اتفاقی اصول و مسایل باہم اتفاق کرکے اُن اصول و مسایل کی اشاعت مین کوشش کو کام مین لاوین چنانچہ مضمون اشاعت مذہب اسلام مین عرض کیا گیا ہے۔ انسے **علاوہ عموماً مباحثین** و مناظرین ہر مذہب و ملت کی خدمتمین ناصحانہ التماس ہے کہ وہ بہی اپنے مناظرات و تحریرات مین اس

حاشیہ ۱۸۶

لہ ان ہی دنون مین میرے پاس دہلی سے فریقین کی تحریرات پہنچی ہین۔ ایک فریق دوسری کی نسبت کہتا ہے کہ تمہارے مذہب مین کتی کی کہال اور عورت کی رطوبت (محل کا نام لینے سے شرم آتی ہے) پاک ہے۔ دوسرا فریق جواب مین کہتا ہے کہ تمہارے مذہب مین مرد کی منی شکر مین ملا کر کہانی درست ہے اور خنزیر کی کہال و خون حلال ہے۔ دونون فریق انصاف سے کہین کہ ہنود و عیسائی ان تحریرات کو دیکھتے ہونگے تو بجز اسکے کہ دین اسلام پر اعتراض قایم کرین ان سے کیا نتیجہ نکالتے ہونگے۔ مین نے سنا ہے کہ لودہیانہ کی مشنری اخبار نور افشان نے دوسرے فریق کی تحریر کا ذکر کیا اور اس سے کچھ کام لیا ہے۔ اب بھی فریقین حسبتہً للہ اس خانہ جنگی سے باز آوین اور دین اسلام کی ہنسی نہ کراوین۔

قانون کی رعایت کرین اور انکو توہین و تحقیر مخاطب و اکابر مذہب مخاطب اور الزامات بیجا و مطاعن ناروا سے (جنکی تشریح امر اوّل و دوم مین ہوئی) محفوظ رکہین تاکہ وہ اور اُنکے مذاہب اور اکابر مذاہب طعن و توہین سے بچین اور مُلک مین امن قائم رہے۔

آخیر مین **گورنمنٹ** کی خدمتمین **مودبانہ** یہہ التماس ہے کہ گورنمنٹ از راہِ منصبِ سیاست و حمایت رعیت اِس قسم کے مناظرات (غیر مہذبانہ مفسدانہ) سے (تقریری ہون یا تحریری) ہر مذہب و ملّت کے لوگون کو قبل از وقوع روک دیا کرے اور اِس بات مین ایک ریزولیوشن یا قانون پاس کرے جسکا منشا یہہ ہو کہ اِس قسم کے مناظرات جو شرّ و فساد و بے تہذیبی و ناانصافی پر مبنی ہین کوئی نہ کرنے پاوے اور کوئی عام مجالس مین یا تحریرات و رسائل مین کسی سے مناظرہ یا مجادلہ کرنا چاہی تو وُہ اِن شروط کا جو اِس مضمون مین مذکور ہین یا انکے ہم وزن و ہم معنی و ہم تاثیر اور شروط کا پابند رہے۔

ہماری اِس التماس پر اگر کوئی یہہ **نکتہ چینی** کرے کہ جو گورنمنٹ نے تعزیرات ہند مین دفعہ ۲۹۸ قائم کر رکھی ہے اس فساد کی انسداد کے لئے وہی کافی ہے اِسباب مین اور قانون یا رزولیوشن پاس کرنیکی ضرورت نہین ہے تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ اِس دفعہ مین اجمال ہے اور یہہ تشریح نہین ہے کہ جو مناظرات متضمن شرّ و فساد آجکل ہو رہے ہین یہہ اِس دفعہ کے مورد ہین۔

ہم گورنمنٹ کو اِس بات کیطرف توجّہ دلانا چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اس اجمال کی تفصیل کر دے اور لوگون کو یہہ جتا دے کہ اِس قسم کے مناظرات اِس دفعہ کے مورد ہین۔

اور اگر کوئی یہہ **اعتراض** کرے کہ مذہبی مناظرات سے روکنے مین مذہب مین دست اندازی متصور ہے جو گورنمنٹ کے منصب و شان سے بعید ہے۔ تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ **اوّلاً** تو اِس قسم کے مناظرات غیر مہذبانہ کسی مذہب و ملّت مین داخل نہین ہین چنانچہ اِس مضمون مین کسیقدر اِسکا ثبوت دیا گیا ہے پہر انمین دست اندازی دست اندازی

مذہبی کیونکر ہو سکتی ہے ثانیاً اگر بالفرض یہ دست اندازی مذہبی ہی تو جس حالت میں اس دست اندازی میں سیاست و انتظام و امن ملک متصور ہے تو یہ دست اندازی منصب گورنمنٹ سے مخالف نہیں ہے۔ بہت ایسے مذہبی امور ہیں جنمیں گورنمنٹ سیاست و انتظام و پولیٹیکل اصول کی نظر سے دست اندازی کرتی ہے۔ پھر ان مناظرات بیجا میں جو امن و انتظام میں خلل انداز ہیں دست اندازی گورنمنٹ کے منصب سے کیوں بعید ہے۔

دوم کیوں جاؤ ان ہی مناظرات و مذہبی منازعات کو دیکھ لو۔ گورنمنٹ نہیں بعد الوقوع جب اسکو انکے نتائج سے مشکلات پیش آتی ہیں پبلک اوپینین و لون طور پر دخل دیتی ہے اور ان مشکلات کو دور کرنے میں انواع تکالیف اٹھاتی ہے۔ چنانچہ ملتان کا واقعہ تکرار ہنود و مسلمانان جو ابھی گذرا ہے اور جو اسمیں صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو مشکلات پیش آئی ہیں ناظرین اخبارات پر مخفی نہیں ہے ایسا ہی مراد آباد کے منازعات اہل اسلام و ہنود کو بھی بہت عرصہ نہیں گذرا[1] آرہ ضلع شاہ آباد میں جو موحدین اور حنفیہ کے تکرار سے نتیجہ ظاہر ہوا جسپر ولیم جیکسن نے طلبی فوج کی یعنے کمپ وانا پور میں تار دیا جسکا ذکر ہمنے صفحہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳ میں کیا ہے۔ وہ بھی واقفی ملکی حالات پر مخفی نہیں ہے۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ گورنمنٹ ان مفاسد کو قبل از وقوع روکے اور اپنی انپلیو اور ملک کو ان مشکلات سے بچا دے۔ اور اگر چور کو چوری کے وسائل پہنچاتا رہے۔ اور دو شخصوں کو باہم لڑائی کا سامان کرتے ہوئے نہ پکڑنا چوری اور لڑائی کے واقع ہو جانیکے بعد ہی مواخذہ کرنا اصول سلطنت میں دخل ہے تو گورنمنٹ کو ان مناظرات میں دخل دینے کا اختیار ہے۔ ہم نے جو اپنے خیال میں ملک و مذہب و قوم کے حق میں بہتر سمجھا بنظر خیر خواہی عرض کر دیا آئندہ مصالح و مفاسد ملک و سلطنت کو گورنمنٹ بہتر جانتی ہے۔ ؎ امور مملکت و ملک خسروان دانند۔

تسکین۔ برہمن (جس سے اس خیر کا جواب بلا خصوصیت مخاطب ہے) عنقریب نکلنے والا ہے ناظرین تسلی رکھیں۔ اور دعا کریں کہ ہم کو کارندے پر بیمار نہ ہو جاویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.